قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (ال عمران:74)

روزنامہ

الفضل

لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

منگل 21 جنوری 2020ء | 25 جمادی الاول 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:18

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ظلماً حق مارنے کی ممانعت

حضرت ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ظلماً کسی مسلمان کا حق مار لے اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوزخ کی آگ مقدر کر دیتا ہے اور جنت اس پر حرام کر دیتا ہے۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا۔ حضورؐ! اگر وہ تھوڑی سی چیز ہو تو پھر بھی؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، چاہے پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہی کیوں نہ ہو۔

(مسلم کتاب الایمان باب و عید من اقتطع حق مسلم بیمین فاجرۃ بالنار)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ کے اخلاق

معرکہ فحل میں حضرت ابوعبیدہؓ کی خدمت میں جو رومی سفیر حاضر ہوا وہ رومی جرنیلوں کے مقابل پر اسلامی جرنیل کی سادگی دیکھ کر اول تو پہچان ہی نہ سکا۔ پھر ملاقات کر کے ان کی سادگی وقار اور رعب سے بہت متاثر ہوا۔

اسی موقع پر اس سفیر نے وہ تاریخی پیشکش بھی کی کہ آپ کے ہر سپاہی کو ہم دو اشرفیاں دیں گے اگر آپ لوگ یہیں سے واپس چلے جاؤ۔ حضرت ابوعبیدہؓ جیسے جری اور امین انسان اصولوں کا یہ سودا کیسے کر سکتے تھے؟ چنانچہ اگلے روز دونوں فوجوں کے درمیان میدان جنگ میں بلا کارن پڑا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے قلب لشکر میں رہ کر نہایت دانشمندی اور دلیری سے مسلمانوں کی قیادت کرتے ہوئے بہت بڑی رومی فوج کو شکست فاش دی۔

فتح حمص کے بعد لاذقیہ کا قلعہ بند شہر بھی ابوعبیدہؓ نے کمال دانشمندی سے اس طرح فتح کیا کہ مخفی طور پر کچھ خندقیں کھدوا کر اپنی فوج کا ایک حصہ وہاں چھوڑا اور باقی فوج کو کوچ کا حکم دے دیا۔ محصورین نے دیکھا کہ فوج پڑاؤ اٹھا چکی تو شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ ابوعبیدہؓ کی سپاہ خندقوں سے نکل کر شہر میں داخل ہو گئی۔

(فتوح البلدان صفحہ 138)

ان متواتر شکستوں کے بعد شہنشاہ روم نے ملک بھر سے فوجیں یرموک میں جمع کر لیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے مقابلہ کے لئے جرنیلوں سے مشورہ طلب کیا تو یہ تجویز پیش ہوئی کہ مفتوحہ علاقوں کی تمام فوجوں کو مقابلہ کے لئے اکٹھا کیا جائے مگر اس صورت میں مسلمان عورتوں اور بچوں کو مفتوح عیسائی باشندوں کے رحم وکرم پر چھوڑنا خطرے سے خالی نہ تھا اور دوسری طرف مفتوحہ علاقوں کے لوگوں سے جزیہ وخراج لے کر ان کی حفاظت کے وعدے کئے تھے۔ چنانچہ اس نازک موقع پر امین الامت حضرت ابوعبیدہؓ نے جو تاریخی فیصلہ فرمایا وہ آپؓ کی شان امانت کو خوب ظاہر کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ ”مفتوحہ علاقوں سے فوجیں دمشق جمع ہوں اور وہاں کے باشندوں کو ان سے وصول شدہ جزیہ و خراج آپ نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ فی الوقت ہم آپ کی حفاظت کی ذمہ داری ادا کرنے سے معذور ہیں اس لئے اپنی امانت واپس لے لو“ چنانچہ حمص کے عیسائیوں اور دیگر مفتوحہ علاقوں کے لوگوں کو کئی لاکھ کی رقم واپس دی گئی، اس بے نظیر عدل وانصاف اور ادائیگی امانت کا ان پر بہت اثر ہوا اور انہوں نے کہا تمہاری عادلانہ حکومت ہمارے لئے پہلے کی ظالمانہ حکومت سے بہت بہتر ہے اور مسلمان جب وہاں سے روانہ ہونے لگے تو مقامی عیسائی باشندے انہیں الوداع کرتے ہوئے روتے جاتے تھے اور دلی جوش سے یہ دعائیں کر رہے تھے کہ خدا تم کو پھر واپس لائے۔ یہودیوں نے تو یہاں تک کہا کہ تورات کی قسم جب تک ہم زندہ ہیں قیصر حمص پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے شہر پناہ کے دروازے بند کر دیئے اور ہر جگہ پہرہ بٹھا دیا۔

(فتوح البلدان صفحہ 143)

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَہُمۡ ؕ فَیُضِلُّ اللّٰہُ مَنۡ یَّشَآءُ وَ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۵﴾

(ابراہیم:05)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان میں تاکہ وہ انہیں خوب کھول کر سمجھا سکے۔ پس اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ ٹھہراتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

الفضل کے سالانہ نمبر 2014ء کے لئے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایڈیٹر روزنامہ الفضل کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے پیغام میں فرماتے ہیں۔

”آپ نے الفضل کے خصوصی نمبر کے لئے پیغام بھجوانے کی درخواست کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ الفضل کی انتظامیہ اور اس کے قارئین کو اپنی حفاظت میں رکھے اور جس طرح یہ نامساعد حالات کے باوجود خدمت سرانجام دے رہا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کو وقار کے ساتھ یہ خدمت ہمیشہ جاری رکھنے کی توفیق دیتا رہے۔ اللہ جماعت کے تمام افراد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھے اور اپنے اس کام کو کرنے کی توفیق دے جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں آکر ان کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ ان حالات میں آپ سب لوگ دعاؤں پر بہت زور دیں اور اپنی دعاؤں میں وطن عزیز پاکستان کے لئے بھی دعا کریں کہ امن، سلامتی اور محبت کی فضا اس ملک میں پیدا ہو۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو اور سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین“

(روزنامہ الفضل ”سیرت النبیؐ 2014ء“ 24 دسمبر 2014ء)

الفضل کا دیدہ زیب شمارہ

قارئین کی دلچسپی اور الفضل کی ویب سائٹ کو آسانی کے ساتھ دیکھنے کے لئے اب الفضل کے شماروں کو مزید دیدہ زیب اور interactive بنا دیا گیا ہے۔ اب آپ شماروں کو ڈاؤن لوڈ کرنے کے بعد بھی اپنے مطلوبہ مضامین، نظمیں اور آرٹیکلز وغیرہ ویب سائٹ پر بھی ملاحظہ کر سکیں گے۔ الفضل کے شمارے کی پہلے صفحہ کی پیشانی (logo)، ہیڈرز (headers) اور آخری صفحہ کی پیشانی (back logo) پر ویب links دستیاب ہیں ان پر کلک (click) کریں اور ویب سائٹ پر جاکر کئی قسم کی سہولیات سے استفادہ فرمائیں۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں۔

www.alfazlonline.org

info@alfazlonline.org

دربارِ خلافت

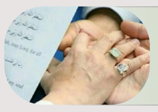

اخلاق میں تبدیلی مجاہدہ اور دعا سے ممکن ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ (الرعد:12) یعنی خدا تعالیٰ ہر ایک قسم کی آفت اور بلا کو جو قوم پر آتی ہے دُور نہیں کرتا ہے جب تک خود قوم اس کو دُور کرنے کی کوشش نہ کرے۔ ہمت نہ کرے۔ شجاعت سے کام نہ لے تو کیونکر تبدیلی ہو۔ (حضرت مسیح موعودؑ) فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی ایک لَا تبدیل سنت ہے۔۔۔۔ پس ہماری جماعت ہو یا کوئی ہو وہ تبدیل اخلاق اسی صورت میں کر سکتے ہیں جب کہ مجاہدہ اور دعا سے کام لیں ورنہ ممکن نہیں ہے۔

پھر حضرت مسیح موعودؑ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ انسان کے اخلاق جتنے بھی گرے ہوئے ہوں اگر اصلاح کرنا چاہے تو اصلاح ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی فرمایا کہ اس کے لئے مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ آپؑ نے اس بارے میں حکماء کے نظریات کا بھی ذکر فرمایا ہے اور ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں کہ حکماء کے تبدیل اخلاق پر دو مذہب ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو یہ مانتے ہیں کہ انسان تبدیل اخلاق پر قادر ہے اور دوسرے وہ ہیں جو یہ مانتے ہیں کہ وہ قادر نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ کسل اور سستی نہ ہو اور ہاتھ پیر ہلاوے تو تبدیل ہو سکتے ہیں۔ (سستی نہ دکھاؤ۔ مجاہدہ کرو تو اخلاق بہتر ہو سکتے ہیں) فرمایا کہ مجھے اس مقام پر ایک حکایت یاد آئی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہتے ہیں کہ یونانیوں کے مشہور فلاسفر افلاطون کے پاس ایک آدمی آیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر اندر اطلاع کرائی۔ افلاطون کا قاعدہ تھا کہ جب تک آنے والے کا حلیہ اور نقوشِ چہرہ کو معلوم نہ کر لیتا تھا اندر نہیں آنے دیتا تھا۔ (اس کا حلیہ اور اس کی ظاہری حالت وغیرہ جب تک پتا نہ کر لے اندر نہیں آنے دیتا تھا) اور وہ قیافہ سے استنباط کر لیتا تھا کہ شخص مذکور کیسا ہے۔ (جو شخص آیا ہے وہ کیسا ہے؟ ان باتوں سے اندازہ لگا لیتا تھا کہ) کس قسم کا ہے؟ نوکر نے آ کر اس شخص کا حلیہ حسب معمول بتلایا تو) افلاطون نے جواب دیا کہ اس شخص کو کہہ دو کہ چونکہ تم میں اخلاق رذیلہ بہت ہیں میں ملنا نہیں چاہتا۔ (تم گھٹیا اخلاق کے مالک ہو۔ میں تمہیں نہیں ملنا چاہتا۔) اس آدمی نے جب افلاطون کا یہ جواب سنا تو نوکر سے کہا کہ تم جا کر کہہ دو کہ جو کچھ آپ نے فرمایا وہ ٹھیک ہے مگر میں نے اپنی عادت رذیلہ کا قلع قمع کر کے اصلاح کر لی ہے۔ (گندی باتیں، بداخلاقیاں ختم کر دی ہیں۔) اس پر افلاطون نے کہا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس کو اندر بلایا اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ اس سے ملاقات کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ جن حکماء کا یہ خیال ہے کہ تبدیل اخلاق ممکن نہیں وہ غلطی پر ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض ملازمت پیشہ لوگ جو رشوت لیتے ہیں جب وہ سچی توبہ کر لیتے ہیں پھر اگر ان کو کوئی سونے کا پہاڑ بھی دے تو اس پر نگاہ نہیں کرتے۔

پھر آپ اخلاق کی درستی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انسان پر جیسے ایک طرف نقص فی الخَلق کا زمانہ آتا ہے۔ (یعنی کہ کمزوری پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے اس کی بناوٹ میں، جسم کی ظاہری بناوٹ میں) جسے بڑھاپا کہتے ہیں۔ اس وقت آنکھیں اپنا کام چھوڑ دیتی ہیں اور کان شنوا نہیں ہو سکتے۔ غرض کہ ہر ایک عضو بدن اپنے کام سے عاری اور معطل کے قریب قریب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے یاد رکھو کہ پیرانہ سالی دو قسم کی ہوتی ہے (یا بڑھاپا دو قسم کا ہوتا ہے) طبعی اور غیر طبعی۔ طبعی تو وہ ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ (ظاہری جسم کا بڑھاپا ہے یہ طبعی بڑھاپا ہے اور) غیر طبعی وہ ہے کہ کوئی اپنی امراض لاحقہ کا فکر نہ کرے۔ (جو مرضیں ہیں ان کی فکر نہ کرو) تو وہ انسان کو کمزور کر کے قبل از وقت پیرانہ سال بنا دیں۔ (بوڑھا کر دیں گی۔ اگر فکر نہ کرو گے تو) جیسے نظام جسمانی میں یہ طریق ہے۔ (کہ اگر انسان بیماریوں کا علاج نہ کرے تو جسم کمزور ہو جاتا ہے۔ جسمانی نظام میں یہ دو طرح کے طریق ہیں۔ ایک طبعی بڑھاپا کہ عمر کے ساتھ ساتھ بڑھاپا آتا ہے۔ ایک غیر طبعی بڑھاپا ہے جو بعض ایسی وجوہات سے انسان پر آتا ہے یا کمزوری آتی ہے جو بے احتیاطی کی وجہ سے ہوتی ہے) فرمایا کہ ایسا ہی اندرونی اور روحانی نظام میں ہوتا ہے۔ (ایک ظاہری نظام میں جس طرح یہ دو طرح کے بڑھاپے ہیں اسی طرح اندرونی اور روحانی نظام جو ہے اس میں بھی دو طرح کے بڑھاپے ہیں) اگر کوئی اپنے اخلاق فاسدہ کو اخلاق فاضلہ اور خصائل حسنہ سے تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ (جو برے اور گندے خیالات ہیں ان کو اچھے خیالات اور اچھی باتوں سے تبدیل نہیں کرتا، کوشش نہیں کرتا) تو اس کی اخلاقی حالت بالکل گر جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور قرآن کریم کی تعلیم سے یہ امر بداہت ثابت ہو چکا ہے کہ ہر ایک مرض کی دوا ہے۔ لیکن اگر کسل اور سستی انسان پر غالب آجاوے تو بجز ہلاکت کے اور کیا چارہ ہے۔ اگر ایسی بے نیازی سے زندگی بسر کرے جیسی کہ ایک بوڑھا کرتا ہے تو کیونکر بچاؤ ہو سکتا ہے۔

پس آج کل اس سستی کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سامان مہیا فرمائے ہیں۔ اس ماہ میں اخلاق کی بہتری کی طرف بھی ہر ایک کو توجہ دینی چاہئے اور دوسری کمزوریوں اور گناہوں سے بچنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 جون 2017ء)

اِک شخص

باغِ احمد میں مثالِ عندلیب اک شخص ہے
جس کے گُن گاتے ہیں شاعر اور ادیب اک شخص ہے

سردیوں کی دھوپ ہے وہ گرمیوں کی چاندنی
ہر کسی موسم میں ہر دل کے قریب اک شخص ہے

لاکھ کوشش سے بھی جن کی تشنگی بجھتی نہیں
ایسی روحوں کا مسیحا اور طبیب اک شخص ہے

پیار ہے سب سے اسے نفرت کسی سے بھی نہیں
اس زمانے میں بھی وہ ایسا نجیب اک شخص ہے

جس کے اک اک لفظ سے مسرور ہو جاتی ہے جاں
ایسا خوش گفتار، محفل میں خطیب اک شخص ہے

جو بڑے ہیں اس کی خاطر دست بستہ ہیں کھڑے
اور چھوٹوں کے دلوں کے بھی قریب اک شخص ہے

دور رہ کر بھی تو اس سے روز مل لیتا ہے تو
تو مبارک احمد عابدؔ خوش نصیب اک شخص ہے

پروفیسر مبارک احمد عابدؔ۔امریکہ

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل میں سے ایک پر بھجوائیں۔

info@alfazlonline.org
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020

عطاء الوحید باجوہ

صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ کی قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات

حضرت مفتی محمد صادق ؓ

1907ء کی بات ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اب سلسلہ کا کام بڑھ رہا ہے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ بعض نوجوان دور و نزدیک تبلیغ کے کام کے واسطے اپنی زندگیاں وقف کریں۔مفتی صاحب جو ہمیشہ اس انتظار میں ہوتے تھے کہ خدمت کا کوئی موقع ہو اور وہ اس کو حاصل کریں۔ انہوں نے فوراً حضرت صاحبؑ کی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ ’’ اگر اس لائق سمجھا جاؤں تو دنیا کے کسی حصہ میں بھیجا جاؤں۔‘‘

حضرت صاحبؑ نے اس پر اپنے قلم سے تحریر فرمایا ’’منظور‘‘ حضرت مسیح موعودؑ کی عطا کردہ اس منظوری کے مطابق مفتی صاحب کو پہلے برطانیہ اور پھر امریکہ میں قریباً سات سال تک خدمت دین کی عظیم سعادت حاصل ہوئی۔ 1917ء میں اس دور کا آغاز ہوا جب آپ انگلستان کے لئے روانہ ہوئے۔ بمبئی سے جہاز کے روانہ ہوتے ہی مفتی صاحب کی دعوت الی اللہ کا آغاز ہو گیا۔ اور تین دن کے اندر اندر ایک انگریز نے احمدیت قبول کر لی اور پھر یہ سلسلہ جاری رہا۔ سفر کے دوران ہی متعدد افراد نے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ سفر کی ابتداء میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوشخبری کے طور پر نظارہ دکھا دیا تھا کہ آپ خیریت سے منزل پر پہنچ گئے ہیں۔ راستہ میں ایک موقعہ ایسا آیا کہ یہ خدشہ ظاہر کیا جانے لگا۔یہ جہاز ڈوبنے والا ہے۔ جہاز میں کہرام مچ گیا ہر مسافر جان بچانے کی فکر میں تھا۔ مفتی محمد صادقؓ لوگوں کو تسلیاں دیتے۔ چنانچہ جہاز خیریت سے منزل پر پہنچا اور مفتی صاحب کوتبلیغ کا ایک عمدہ موقعہ مل گیا۔

1920ء میں ایک بحری جہاز پر سوار ہو کر امریکہ کے لئے روانہ ہوئے۔ قبولیت دعا اور تائید الٰہی کا ایک عجیب واقعہ اس سفر میں رونما ہوا۔ ایک سخت سمندری طوفان نے جہاز کو آ گھیرا۔ طوفان اتنا شدید تھا کہ جہاز کی غرقابی کا خوف محسوس ہونے لگا۔ مسافروں کی چیخ و پکار سے ہر طرف شور قیامت برپا تھا۔ اس موقعہ پر حضرت مسیح موعودؑ کے فدائی مفتی محمد صادقؓ نے ایک عجیب جلالی انداز میں سمندر کو یوں مخاطب کیا ’’اے سمندر ! تجھے معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعود کا ایک خادم خدا کے دین کی خدمت کے لئے جا رہا ہے کیا تو مجھے دکھ دے گا۔‘‘ مفتی صاحب خود بیان کرتے ہیں کہ

میں نے اللہ تعالیٰ کے پیار اور مسیح موعود کے ایک ادنیٰ غلام کی دعا کی قبولیت کا نظارہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ جونہی میں نے اپنی بات ختم کی جو دراصل اللہ تعالیٰ کے حضور ایک عاجزانہ التجا تھی۔ میں نے دیکھا کہ گویا آسمان سے فرشتے اترے ہیں اور انہوں نے اپنے ہاتھوں سے سمندر کی متلاطم موجوں کو ساکن کردیا۔

(کرم الٰہی ص 152`153)

یہ جہاز سلامت پہنچے گا

حضرت مفتی محمد صادقؓ ایک واقعہ تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ 1917ء میں جب کہ جنگ عالمگیر اپنے پورے شباب پر تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مجھے حکم دیا دعوت دین کے لئے انگلستان جاؤ۔

عورتوں نے حضور کی خدمت میں عرض کی حضور سمندری سفر خطرے سے خالی نہیں لوگ گیہوں کی طرح پس رہے ہیں۔ اگر حضرت مفتی صاحب کو ابھی روک لیا جائے۔ تو بہتر ہے۔ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا۔ کہ گیہوں چکی میں پسنے کے لئے ڈالے جاتے ہیں۔ مگر ان میں سے بھی کچھ اوپر رہ جاتے جو نہیں پستے۔ تو یہ مفتی صاحب بچے ہوئے گیہوں ہیں پسنے والے نہیں۔

جب ہمارا جہاز بحیرہ روم میں داخل ہوا۔ تو جہاز کے کپتان نے جہاز کے تمام مسافروں کو اوپر ڈیک پر بلایا اور ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔یہ سمندر جس میں ہم داخل ہوئے ہیں۔جرمن کے سب جہازوں سے بھرا پڑا ہے اور معلوم نہیں کہ کب ہمارا جہاز ان کے نشانے سے ڈوب جائے۔ اگر ایسا ہواتو یہ جہاز کے ڈوبنے سے پہلے ایک سیٹی بجے گی۔ چنانچہ کپتان نے سیٹی بجا کر سنائی پھر کہا کہ جب یہ سیٹی بجے تو کشتیاں جو جہاز کے دونوں طرف لٹک رہی ہیں۔ آپ لوگوں کے لئے ہیں۔ پھر اس نے نام بنام کشتیوں کے نمبر بتائے اور سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ ایسے موقعہ پر اپنی اپنی کشتیوں میں بیٹھ جائیں۔ پھر یہ کشتیاں جہاں کہیں آپ لوگوں کو لے جائیں آپ کی قسمت۔ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے۔

کپتان کے اس لیکچر کو سننے کے بعد میں اپنے کمرے میں آیا۔ اور اس خطرے سے بچنے کے لئے اللہ کریم سے گڑ گڑاکر دعا کی۔ اسی رات میں میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے کمرے میں کھڑا ہوا ہے اور مجھے انگریزی میں کہتا ہے۔

’’صادق یقین کرو یہ جہاز سلامت پہنچے گا‘‘

اس خوشخبری کو پا کر میں نے تمام مسافروں کو اور کپتان کو اطلاع دی اور ایسا ہی ہوا۔ہمارا جہاز ساحل انگلستان پر سلامتی سے پہنچ گیا۔ کئی جہاز ہمارے سامنے آگے پیچھے دائیں بائیں ڈوبے ان جہازوں کی لکڑیاں پانی میں تیرتی ہوئی دیکھیں۔ مگر خداوند تعالیٰ نے ہمارا جہاز سلامت پہنچا دیا۔

(لطائف صادق صفحہ 130،131)

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان ؓ

آپ کی دعائیں کسی خاص فرد یا مقصد تک محدود نہیں تھیں بلکہ سارا عالم آپ کی دعاؤں سے مستفید ہوتا تھا۔ ایک دفعہ جب امریکہ خلا باز گئے تو فرمایا کہ جس دن انہوں نے اترنا تھا اس دن میں سارا دن ان کی بخیریت زمین پر واپسی کے لئے دعا کرتا رہا ور اگرچہ میں اپنے کام میں لگا ہوا تھا لیکن دل کی کیفیت ان کے لئے مجسم دعا تھی اور جب ان کے اترنے کی اطلاع ملی تو دل حمد الٰہی سے بھر گیا۔

(محمد ظفراللہ خان چندیادیں ص 50،51)

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی ؓ

مکرم برکات احمد راجیکیؓ تحریر کرتے ہیں کہ 1942ء کا ذکر ہے کہ میں لاہور میں ملازم تھا۔ میرے بائیں کان میں پھوڑا نکلا اور شدید ورم اور درد پیدا ہوئی۔ جس کی وجہ سے میں بیمار ہو کر رخصت پر قادیان آگیا۔ چار ماہ کی رخصت دفتر والوں نے جناب ڈاکٹر حشمت اللہ انچارج شفاخانہ نور کے سرٹیفکیٹ پر منظور کر لی۔ جب میری رخصت ختم ہونے میں چند دن باقی تھے اور میری طبیعت بھی بہت حد تک سنبھل چکی تھی دفتر کی طرف سے سول سرجن صاحب گورداسپور کو لکھا کہ ہم انچارج شفاخانہ نور کے سرٹیفکیٹ کو کافی نہیں سمجھتے۔ آپ معائنہ کرکے رپورٹ کریں اور مجھے بھی اس کی نقل بھجوا کر جلد معائنہ کروانے کی ہدایت کی گئی۔ میری طبیعت پر یہ بوجھ تھا کہ اب رخصت کے آخری دن ہیں اور صحت کافی اچھی ہو چکی ہے۔ اگر سول سرجن نے لکھا کہ میں ڈیوٹی دینے کے قابل ہوں۔ تو دفتر والے الزام دیں گے کہ پہلا سرٹیفکیٹ غلط تھا۔جس میں اتنے عرصہ کی رخصت کی سفارش تھی اور اگر اس نے کام کے ناقابل بتایا تو افسران بالا جن میں سے ایک میرا سخت مخالف تھا۔ لمبی بیماری کی وجہ سے ملازمت سے برخواست کرنے کے لئے قدم اٹھا سکتا تھا۔

میں نے اپنی اس الجھن کو حضرت والد بزرگوار مولانا غلام رسول راجیکیؓ کی خدمت میں بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔میں دعا کروں گا تم کوئی فکر نہ کرو اور گورداسپور جا کر معائنہ کروا لو چنانچہ میں سائیکل پر نہر کے راستہ گورداسپور روانہ ہوا۔ برسات کا موسم تھا اور آسمان پر کہیں کہیں بادل کے ٹکڑے منڈ لا رہے تھے۔ لیکن میں محفوظ اور بآرام گورداسپور پہنچ گیا۔ جب میں معائنہ کرکے واپس لوٹا تو رستہ میں نہر کی پٹڑی پر بارش کے آثار تھےاور بعض نشیبی جگہوں پر پانی بھی کھڑا تھا۔ لیکن جہاں سے میں گزر رہا تھا وہاں مطلع صاف تھا اور اس طرح خاکسار بسہولت اور بغیر بھیگنے کے واپس لوٹا واپسی پر حضرت والد صاحب نے بتایا کہ جب تم سائیکل پر روانہ ہوئے تو کچھ دیربعد ایک گھنا بادل چھا گیا اور بارش شروع ہو گئی۔میں نے تمہاری تکلیف اور بے سروسامانی کا خیال کرکے خداتعالیٰ کے حضور التجا کی کہ بارش سے برکات احمد بچ جائے اور اس کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوا اور تم آرام و سہولت سے واپس آ گئے۔ فالحمدللہ بعد میں دفتر کی الجھن بھی خداتعالیٰ نے اپنے فضل سے دور فرما دی۔

(حیات قدسی حصہ پنجم ص 174،175)

حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوریؓ

25۔اگست 1957ءکو مکرم چوہدری محمد شریف وکیل کا تار آیا کہ 1955ء کے سیلاب کی طرح ہمارے گاؤں میں اب بھی سیلاب آنے والاہے۔ دعائے خاص کی ضرورت ہے میں نے ایک دو دن دعا کی تو الہام ہوا۔ ’’اَلآنَ کَمَا کَانَ‘‘ یعنی پہلے کی طرح ان کا گاؤں انشاء اللہ بچایا جائے گا۔

الحمدللہ! کہ آج 10 ستمبر 1957ءکو ان کا خط موصول ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے گاؤں کو محفوظ رکھا۔

(حیات بقا پوری حصہ سوئم ص 134،135)

حضرت سیٹھ شیخ حسنؓ

سیٹھ صاحب نے قبول احمدیت کے بعد مولانا میر محمد سعید سے دریافت کیا کہ اب ہم کیا کریں۔ میر صاحب نے فرمایا کہ پانچ وقت نماز باجماعت ادا کریں۔ قرآن مجید پڑھیں اور تہجدادا کیا کریں اور خداتعالیٰ کی مخلوق سے بھلائی کریں۔ سیٹھ صاحب بیان کرتے تھے کہ پہلے مجھے نماز کی عادت نہ تھی اور نہ ہی تہجد اور قرآن مجید سے شناسا تھا۔ کوشش سے تہجد بھی باقاعدہ ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نماز میں ایک ذوق اور شوق حاصل ہوا۔کئی دن بعد ایک روز تہجد سے فارغ ہوا تو میری زبان پر بار بار (اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا) کے الفاظ جاری ہوئے اور زبان انہیں بار بار دہرانے لگی اور خود بخود ہی گریہ و بکاشروع ہو گیا۔ میری اہلیہ پیرساں بی بی نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ میں نے یہ بات کہہ سنائی۔لیکن عربی نہ انہیں آتی تھی نہ مجھے۔ بعد میں سیٹھ صاحب پر مصائب کی تیز آندھیاں چلیں

اور مخالفین مخالفت میں سرگرم رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام شر و رو آفات سے اپنی حفظ و امان میں رکھا اور آپ کو الہامات وکشوف سے نوازا۔ایک دفعہ رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت دودھ پلایا۔ جس کا مزہ منہ میں بیدار ہونے پر بھی موجود تھا۔ سو اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ایمان و عرفان سے وافر حصہ عطا ہوا۔

(اصحاب احمد جلد2ص 212)

حضرت حافظ محمد حسینؓ

حافظ محمد حسینؓ تحریر کرتے ہیں کہ حکیم عبدالرحیم کی وفات کے بعد ٹرپئی میں چپکے چپکے مخالفین صلاح مشورے کرنے لگے۔ ایک دفعہ ٹرپئی کے لوگوں نے مشورہ کیا کہ مرزائی چپکے سے کچی مسجد میں جمعہ پڑھ لیتے ہیں نہ ان کو کوئی پوچھتا ہے اور نہ کوئی مؤاخذہ کرتا ہے۔ آئندہ جمعہ سارا گاؤں کچی مسجد میں ادا کرے اور مسجد پختہ میں ان کو آنے نہ دیں اور آخری دفعہ کچھ باتیں ان سے پوچھ کر ان کا پورا پورا بندوبست کریں چنانچہ اس مشورہ کی اطلاع مجھے بھی کئی دوستوں نے دی اور کہا کہ مناسب ہے کہ تم چند یوم کے لئے کہیں چلے جاؤ۔میں نے کہا اگر اب کی دفعہ چلے گئے تو دوسرے جمعہ کو وہ ایسے ہی کریں گے کیوں نہ ان کو اپنے ارمان نکال لینے دیں۔ جوں جوں جمعہ کا دن قریب آتا جاتا تھا۔ شور زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ جمعرات کی رات جس کے بعد صبح جمعہ کا دن تھا رات اکیلا دیر تک نماز پڑھتا اور دعا کرتا رہا۔ ابھی وتر باقی تھے اور سنتوں کے سلام کے لئے التحیات میں بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک نور کا شعلہ ایک انگلی کے برابر موٹا اور ڈیڑھ دو گز لمبا دور سے آتا ہوا دکھائی دیا اور پہلو کی طرف دل پر آ کر لگا۔ جس سے بلند آواز سنائی دی جو یہ تھی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کیا اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں۔ فضل اور رحمت کی آواز اس قدر اس وقت بلند تھی کہ اگر بیسیوں شخص میرے پاس ہوتے تو سب کو سنائی دیتی۔ اس کے بعد وہی حرف درود شریف کے زبان پر تھے۔ جمعہ تو انہوں نے کچی مسجد میں پڑھا۔ مگر ہم کو کسی نے پوچھا تک نہیں ۔ صرف جمعہ کے بعد ایک دوسرے سے یہ باتیں کرتے ہوئے کہ یہ (یعنی اس کمترین کی طرف اشارہ کرکے کہ) اب تو یہ مرزائی ہو گیا ہے امام کس کو بنائیں۔ ایک نے کسی کا نام لیا اور دوسرے نے اس پر چوری کا الزام لگایا۔ دوسرے نے کسی اور کا نام لیا تیسرے نے اس پر کوئی اور الزام لگایا۔ اس طرح کرتے ہوئے چلے گئے۔

(حافظ محمد حسین صفحہ 23،24)

☆جس روز چوہدری رستم علی کا جنازہ آیا تھا اور حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ جنازہ دفنانے کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے مزار مبارک پر دعا کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ اکثر دوست حضور کے ہمراہ تھے۔ حضور دعا فرما رہے تھے کہ خاکسار کو حضور کا چہرہ مبارک دکھائی دیا اور فرمانے لگے محمود کے آج کل بہت دشمن ہیں۔ مگر خدا کے فرشتے ہر وقت ان کے ہمراہ ہوتے ہیں۔ ضرورت کے وقت تو بے شمار ہوتے ہیں مگر پانچ فرشتے ہر وقت ہمراہ ہوتے ہیں۔ اتنے میں حضور دعا سے فارغ ہو گئے اور مجھ سے بھی وہ حالت جاتی رہی۔

(حافظ محمد حسین ص 54)

حضرت حکیم عبدالصمدؓ

حضرت حکیم صاحب ہجرت 1947ء کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس ٹرک میں ہم سوار تھے اس میں حضرت پیر منظور احمد صاحب قاعدہ یسرنا القرآن والے بھی ہمارے ساتھ تھے۔جیسے ہی کانوائے حرکت میں آیا حضرت پیر صاحب نے بہ یک زبان بسم اللہ مجرھا پڑھنا شروع کیااور تمام راستے یہ الفاظ ان کے ورد زبان رہے۔ ساتھ کبھی کبھی ہم پڑھتے رہے۔کئی مقامات خطرے کے آئے مگر اللہ تعالیٰ نے تمام خطرات ٹالے۔ کانوائے نہر کی پٹڑی پر چل رہا تھا۔ دوسری طرف سکھوں کے فوجی مورچہ جمائے ہوتے۔ ایک جیپ میں تیزی سے فوجی لوگوں کو کہتا جاتا ٹرک میں گر جاؤلیٹ جاؤ خطرہ ہے مگر جب خطرہ ٹل جاتا تو پھر وہ کہتا اب بے شک بیٹھ جاؤٹرک خراب ہو جاتا تو وہ تمام کانوائے کو روک دیتا۔ جب ٹرک ٹھیک ہو جاتا تو ساتھ لے کر چلتا۔ بعض لوگوں نے اس سے کہا بھی کہ اس کو یہیں چھوڑ دو جب ٹھیک ہو جائے گا تو پیچھے سے آ جائے گا۔ مگر اس نے یہ بات نہیں مانی اور کانوائے آہستہ آہستہ چلتا رہا یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ کسی نے اطلاع دی کہ ہم لاہور کی سرحد میں آ گئے ہیں۔ خوشی سے نعرہ تکبیر بلند ہوئے۔جودھامل بلڈنگ پہنچتے پہنچتے ہم کو رات ہو گئی ہم نے دیکھا وہاں نواب محمد جلیل القدر "میرے بڑے ماموں" بھی موجود تھے۔ صبح کو حضور کو اطلاع دی گئی کہ حکیم صاحب بھی معہ بچوں کے اس کانوائے میں آ گئے ہیں۔ حضور خوش ہوئے۔ لڑکیاں حضرت اماں جان اور خاندان کی دوسری خواتین سے ملیں۔ سب بہت خوش ہوئے۔ حضرت اماں جان نے تو مسکرا کر فرمایا کہ لڑکیوں زندہ سلامت آ گئیں؟ انہوں نے جواب دیا آپ ہمارے لئے دعائیں جو بہت کر رہی تھیں۔

(رفیق نکتہ داں ص 52،53)

☆ جب قادیان کے حالات زیادہ خراب ہوئے تو لوگوں کو محفوظ مقامات پر لے جایا گیا اور حضرت میاں بشیر احمدؓ کی ہدایت پر ابا جان کو دارالمسیح میں ٹھہرایا گیا مجھے یہ منظر خوب یاد ہے کہ جب ہمارے ابا جان دعائیں پڑھتے ہوئے گھر سے نکلے ہیں تو چاروں طرف سکھ تھے۔ ابا جان دعائیں پڑھتے آگے چل رہے تھے اور ان کے پیچھے ہم سب یعنی ہم پانچ بہنیں بھابھی اور دو ہماری ماموں زاد بہنیں تھیں۔ اس طرح سکھوں کے درمیان سے نکلنا معجزے سے کم نہ تھا۔

(رفیق نکتہ داں صفحہ 110)

حضرت مولانا شیر علیؓ

مکرم ڈاکٹر لعل محمد بارہ بنگوی حضرت مولانا شیر علی کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ:

غالباً 1929ء کے جلسہ سالانہ کی بات ہے کہ میں جلسے کے بعد 10 جنوری 1930ء تک قادیان میں مقیم رہنے کے بعد لکھنؤ واپس جانے کے لئے دارالامان سے روانہ ہوا۔میں قادیان کے اسٹیشن پر ریل میں بیٹھا گاڑی کے چلنے کا انتظار کر رہا تھا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مولانا شیر علی گھی کا ایک مٹکا ہاتھوں میں اٹھائے گاڑی کے ڈبے میں جھانکتے پھر رہے ہیں۔ جب آپ اس ڈبے کے سامنے آئے جس میں میں تھا تو آپ نے فرمایا کوئی لکھنؤ جانے والے صاحب بھی ہیں۔ میں نے فوراً عرض کیا فرمائیے میں جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایایہ گھی میرے لڑکے عبدالرحمن کو دے دینا وہ لکھنؤ میں اے۔ ایس۔سی میں پڑھتا ہے۔ میں نے مٹکا لے لیا۔حضرت مولوی صاحب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہوئے فرمایا میں آپ کے بخیر و عافیت پہنچنے کے بارے میں دعا کرتا ہوں۔ مولوی صاحب نے دعا کرائی جس میں میں بھی شریک ہوا۔ چلتے وقت آپ نے کہا کہ آپ سفر پر جا رہے ہیں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔

اسی روز چار بجے سہ پہر کے قریب امرتسر سے میں دوسری گاڑی میں سوار ہوا۔جو لکھنؤ سے ہوتی ہوئی سیدھی کلکتہ جاتی تھی۔ دوسرے روز رات کے بارہ بجے کے قریب کلٹر بک گنج اسٹیشن پہنچنے ہی والی تھی کہ یکایک ایک دھماکہ محسوس ہوا اور آن کی آن میں یوں معلوم ہونے لگا کہ گویا دریا کا کوئی پل ٹوٹ گیا ہے اور گاڑی بڑی تیزی کے ساتھ نیچے کی طرف اس طرح جا رہی ہے جس طرح کوئی چیز کنوئیں میں گرتی ہے۔ سارے مسافر گھبرا گئے۔ میں نے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ چند ہی سیکنڈ میں وہ کیفیت دور ہو گئی اور یوں محسوس ہوا کہ گویا گاڑی رکی ہوئی ہے بتیاں گل ہو چکی تھیں اور گاڑیاں رکنے سے چند سیکنڈ کے لئے خاموشی سی چھا گئی۔ میں اطمینان میں تھا کہ اتنے میں ایک سکھ مسافر نے کہا کہ میاں کس خیال میں ہو فوراً نیچے اترو اتنے میں گارڈ آ گیا اور وہ چیخ چیخ کر مسافروں کو نیچے اترنے کی ہدایت کر رہا تھا۔ اس پر میرے بھی کان کھڑے ہوئے جلدی میں کھڑکی کے راستہ سے نیچے اترا نیچے اتر کر معلوم ہوا کہ گاڑی کی ایک مال گاڑی سے ٹکر ہو گئی ہے اور چیخ پکار پڑی ہوئی ہے۔ ہمارے سامنے کا ڈبہ اپنے سے اگلے ڈبہ میں گھسا ہوا ہے اور پٹڑی سے اس طرح اٹھا ہوا تھا کہ جیسے تازیہ ہوتا ہے۔ دونوں ڈبو ں کے تختے ایک دوسرے میں گھسے ہوئے تھے اور ایک مسافر ان میں پھنسا ہوا تڑپ رہا تھا۔ سکھ مسافر بولا بواجی قیامت آ گئی۔ میں نے کہا جس دن آئی ہو گی ایسے ہی آ جائے گی۔ اس کے بعد مجھے اپنے سامان اور حضرت مولوی صاحب کے مٹکے کا خیال آیا۔دیکھا تو حیرت کی انتہا نہ رہی۔ گاڑی سے گاڑی ٹکرانے اور دنیا الٹ پٹ ہو جانے کے باوجود گھی کا مٹکا جس میں 7،8سیر کے قریب گھی تھا جوں کا توں اپنی جگہ رکھا ہوا تھا۔ میں نے خدا کا شکر کیا اور دل میں سوچا کہ یہ حضرت مولوی صاحب کی دعا کا کرشمہ تھا کہ گھی کا یہ مٹکا اور اس مٹکے کے طفیل میں زندہ بچ رہا۔ پانچ چھ گھنٹے بعد میں دوسری گاڑی ملی اور ہم اس میں سوار ہو کر بخیریت لکھنؤ پہنچ گئے۔میں نے گھی کا مٹکا حضرت مولوی صاحب کے صاحبزادے عبدالرحمن صاحب کو پہنچا دیا۔

(سیرت حضرت مولانا شیر علیؓ ص 285تا 288)

حضرت مولانا محمد حسینؓ

ایک دن ہم جہاز میں کام کر رہے تھے کہ حکم آیا کہ یہ جہاز مع کام کرنے والوں کے بغداد بھیج دیا جائے گا۔اس لئے سب کام کرنے والے اپنا سامان جہاز ہی میں لے آئیں کیونکہ اس وقت بڑی سخت جنگ ہو رہی تھی۔ میرے دس ساتھیوں نے یہ سنتے ہی رونا شروع کر دیا۔مگر میں نے نفل پڑھنے شروع کر دئیے۔ جہاز کی روانگی کا دو مرتبہ وسل (Whistle)ہو چکا تھا۔ جہاز کی روانگی میں صرف دو منٹ باقی تھے کہ جنرل صاحب کی طرف سے فون آیا کہ میرے معائنہ کے بغیر جہاز روانہ نہ کیا جائے۔ چنانچہ جنرل صاحب وہاں پہنچے اور بعد معائنہ جہاز کی روانگی کا حکم دیا۔ پھر جب اچانک ہم لوگوں پر نظرپڑی تو جہاز کے کپتان سے دریافت کیا کہ یہ فٹر کنارہ کے ہیں یا پانی کے؟ اس نے جواب دیا کہ حضور کنارہ کے۔ جنرل صاحب نے کہا نہیں نہیں یہ نہیں جائیں گے۔صرف پانی کے فٹر ہمراہ لے جاؤاور ہمیں جنرل صاحب نے جہاز سے باہر آنے کا حکم دیا۔ بعدہ پانی کے فٹر آ گئے اور جہاز روانہ ہو گیا۔ رات دو بجے کے قریب اطلاع آئی کہ دشمن نے جہاز غرق کر دیا ہے اور ایک آدمی بھی زندہ نہیں بچ سکا۔ ہم نے خداتعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ ہماری ابھی زندگی باقی تھی۔

(میری یادیں صفحہ 44تا 45)

مصروفیات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مورخہ 11 تا 17 جنوری 2020ء

قارئین روزنامہ الفضل آن لائن لندن کی خدمت میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گزشتہ ہفتے کی مصروفیات پر ایک جھلک پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ پیارے حضور انور کو صحت و سلامتی سے رکھے اور ہر آن اپنی حفظ و امان میں رکھے۔آمین

● دوران ہفتہ اسلام آباد (ٹلفورڈ) کے قریب رہائشی دو ہمسایوں نے اسلام آباد کا دورہ کیا اور حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ دوران ملاقات اِن دونوں احباب نے حضورانور سے مختلف موضوعات پر باتیں کیں۔ اُن میں سے ایک مہمان Doctor Maggie Jennings نے حضورانور سے ملاقات کے بعد اپنا اظہار خیال کچھ یوں کیا کہ

I felt very honoured to be invited here today and I was incredibly impressed with a sitting and I thought he is an extremely nice man, very friendly and I really enjoyed listening him.

● دوران ہفتہ کینیڈا سے آئے خدام کے گروپ نے حضور انور سے دفتر میں شرف ملاقات حاصل کیا۔

● کینیڈا سے ایک اور تشریف لائے اسٹوڈنٹس خدام گروپ کے وفد نے دوران ہفتہ حضور انور سے عثمان چُو بلاک میں ایک کلاس میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ یہ کلاس قریباً ایک گھنٹے سے زائد جاری رہی اور کلاس کے اختتام پر خدام نے اپنے آقا سے مختلف نوعیت کے سوالات پوچھے۔ ایک خادم نے حضور سے سوال کیا کہ اسٹوڈنٹس اپنا ٹائم کیسے مینج (manage)کریں؟ حضور انور نے جواباً فرمایا کہ ‘‘کس طرح کریں۔ اپنے روزانہ کا ایک Schedule بناؤ اور یہ نہیں کہ پہلے بناؤ بلکہ ایک یہ بناؤ کہ صبح سے لے کے شام تک کیا کیا ہے۔ Then you will know کہ تمہارا کتنا ٹائم ویسٹ ہوا ہے ، کتنا Productive ہے۔ صبح اُٹھے، کتنے بجے اُٹھے، نماز پڑھی، نہیں پڑھی، یہ لکھنا ہے۔ ناشتہ کیا، نہیں کیا، یہ بھی لکھنا ہے۔ کیا؟ کتنی دیر لگائی۔ یونیورسٹی گئے، کتنا وقت لگایا۔ یونیورسٹی میں کتنا وقت لگایا۔ کتنی دیر لیکچر سنا۔ کتنی دیر اسٹوڈنٹس سے گپیں ماریں۔ کتنی دیر لائبریری میں بیٹھے اور پھر اُس کے بعد کیا کیا ، صبح سے لے کے رات سونے تک ایک شیڈیول بنا لو تمہیں پتا لگ جائے گا تُم نے آج سارا دن میں کوئی Productive کا م کیا یا صرف Waste کیا ٹائم کو۔ ایک ہفتے میں جب تم دیکھو گے پھر تمہیں خود احساس ہوجائے گا کہ میں نے ٹائم کو صحیح Utilize کیا ہے یا Waste کیا۔

● حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے برطانیہ کی نیشنل عاملہ نے ایوان مسرور میں دوران ہفتہ ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ یہ ملاقات ایک گھنٹے سے زائد چلی۔ اس ملاقات کا آغاز حضورانور نے دعا سے فرمایا جس کے بعد تلاوت قرآن کریم ہوئی۔ مختلف عہدیداران نے اپنی اپنی رپورٹس پیش کیں اور ساتھ ہی ساتھ حضور انور سے ہدایات بھی وصول کیں۔ ملاقات کے اختتام پر ممبران عاملہ نے حضور انور کے ساتھ مختلف گروپ فوٹوز بنوانے کی سعادت حاصل کی ۔

● دوران ہفتہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز ظہر و عصر سے قبل مسجد مبارک کے باہرتشریف لاکر مکرم احمد رشید خواجہ (یوکے) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی اور پسماندگان سے ملاقات کرکے تعزیت فرمائی۔

● نماز جنازہ حاضر کے ساتھ ساتھ حضور انور نے دوران ہفتہ 4مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

● حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ مسجد مبارک میں ارشاد فرمایا جو کہ MTA کے مواصلاتی نظام کے تحت پوری دنیا میں دیکھا اور سنا گیا۔ اس خطبہ جمعہ میں بھی حضور انور نے اخلاص و وفا کے پیکر بدری صحابہ کا ذکر خیر جاری رکھا۔

● دوران ہفتہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ حسب روایت جمعہ والے دن نماز مغرب و عشاء کے درمیان اپنے دفتر سے باہر تشریف لائے اور اسلام آباد میں ہونے والے تعمیراتی کاموں کا تفصیلاً معائنہ و جائزہ فرمایا اور قیمتی نصائح سے نوازا۔ دوران معائنہ مرد و خواتین، بچے و بچیاں حضور انور کے بابرکت وجود سے مستفید ہوتے رہے۔ معائنہ کے اختتام پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عثمان چُو بلاک (ہال واقع اسلام آباد) میں یوکے جماعت کی ایک کرکٹ ٹیم OMAIR XI کے ممبران نے گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت اور بعد ازاں نماز عشاء کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے۔

● حضور انور نے دوران ہفتہ پانچ روز دفتری ملاقاتیں فرمائیں جن کی تعداد 22 رہی ۔دفتری ملاقاتوں میں متعدد افسران، مبلغین، مربیان سلسلہ، واقفین زندگی و دیگر احباب نے حضور انور سے قیمتی ہدایات وصول کیں اور چھ روز ذاتی ملاقاتیں بھی فرمائیں جن کی تعداد 126 تھی۔ذاتی ملاقات کے لئے حاضر ہونے والے احباب کا تعلق مندرجہ ذیل ممالک سے تھا۔

امریکہ ،یوکے، جرمنی، کینیڈا، پاکستان، سویڈن،آسٹریلیا، ہالینڈ،کویت ،بیلجئم ، Trinidad and Tobago

(سعید الدین احمد۔لندن)

حضرت مسیح موعودؑ کی قوت قدسیہ کے زبردست نظارے حضورؑ کے اپنے قلم سے

زبردست روحانی انقلاب

‘‘ہزارہا آدمیوں نے میرے ہاتھ پر اپنے طرح طرح کے گناہوں سے توبہ کی ہے اور ہزارہا لوگوں میں بعد بیعت میں نے ایسی تبدیلی پائی ہے کہ جب تک خدا کا ہاتھ کسی کو صاف نہ کرے ہرگز ایسا صاف نہیں ہوسکتا اور میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرے ہزارہا صادق اور وفادار مرید بیعت کے بعد ایسی پاک تبدیلی حاصل کرچکے ہیں کہ ایک ایک فرد ان میں بجائے ایک ایک نشان کے ہے۔’’
(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد22 ص249)

قدرت کا نشان عظیم الشان

‘‘ہزارہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں میں اس نے میری محبت بھر دی۔ بعض نے میرے لئے جان دے دی اور بعض نے اپنی مالی تباہی میرے لئے منظور کی اور بعض میرے لئے اپنے وطنوں سے نکالے گئے اور دکھ دیئے گئے اور ستائے گئے اور ہزار ہا ایسے ہیں کہ وہ اپنے نفس کی حاجات پر مجھے مقدم رکھ کر اپنے عزیز مال میرے آگے رکھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کے دل محبت سے پُر ہیں اور بہتیرے ایسے ہیں کہ اگر میں کہوں کہ وہ اپنے مالوں سے بکلی دستبردار ہو جائیں یا اپنی جانوں کو میرے لئے فدا کریں تو وہ طیار ہیں جب میں اس درجہ کا صدق اور ارادت اکثر افراد اپنی جماعت میں پاتا ہوں تو بے اختیار مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اے میرے قادر خدا! درحقیقت ذرہ ذرہ پر تیرا تصرف ہے تو نے ان دلوں کو ایسے پُرآشوب زمانہ میں میری طرف کھینچا اور ان کو استقامت بخشی۔ یہ تیری قدرت کا نشان عظیم الشان ہے۔’’
(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 ص239-240)

نور صلاحیت کا معجزہ

‘‘میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم ازکم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں جو سچے دل سے میرے پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت ایسے روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ میں اپنے ہزارہا بیعت کنندگان میں اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں ... اور ان کے چہرہ پر ... اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں۔ ہاں شاذونادر کے طور پر اگر کوئی اپنے فطرتی نقص کی وجہ سے صلاحیت میں کم رہا ہو تو وہ شاذونادر میں داخل ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے ... پھر بھی میں ہمیشہ ان کو اور ترقیات کے لئے ترغیب دیتا ہوں اور ان کی نیکیاں ان کو نہیں سناتا۔ مگر دل میں خوش ہوں’’۔
(سیرت المہدی جلداول ص150)

دربار خداوندی میں صادقوں کی آہ و بکا

‘‘میں دیکھتا ہوں کہ میری بیعت کرنے والوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے... میں اکثر کو دیکھتا ہوں کہ سجدہ میں روتے اور تہجد میں تضرع کرتے ہیں۔ ... لوگ ان کو کافر کہتے ہیں اور وہ (دین) کا جگر اور دل ہیں ... ہندوستان کے شہروں کی مخلص جماعتیں وہ نور اخلاص اور محبت اپنے اندر رکھتی ہیں کہ اگر ایک بافراست آدمی ایک مجمع میں ان کے منہ دیکھے تو یقینا سمجھ لے گا کہ یہ خدا کا ایک معجزہ ہے جو ایسے اخلاص ان کے دل میں بھردیئے۔ ان کے چہروں پر ان کی محبت کے نور چمک رہے ہیں۔ وہ ایک پہلی جماعت ہے جس کو خدا صدق کا نمونہ دکھلانے کے لئے تیار کررہا ہے۔’’(ضمیمہ انجام آتھم۔روحانی خزائن جلد11)

عبدالباسط شاہد ۔ لندن

الفضل۔کامیاب سفر پر گامزن موقر اخبار

خداتعالیٰ کے فضل سے الفضل کو جاری ہوئے ایک سو سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے۔ الفضل کس طرح جاری ہوا۔ اس کے لئے کس نے کیا قربانی کی۔ اس کے مالی وسائل کن مشکل حالات میں حاصل ہوئے۔ الفضل کی کہاں کہاں اور کس کس طرح مخالفت ہوئی۔ یہ سب امور جماعت کی تاریخ کا حصہ ہیں اور ان پر بہت کچھ لکھا بھی جاچکا ہے۔

اخبار الفضل صرف اسی وجہ سے منفرد نہیں ہے کہ اس کی اشاعت کو ایک لمبا عرصہ گزر رہا ہے اور یہ اس سارے عرصہ میں مخالفتوں کے باوجود ترقی حاصل کرتا چلا گیا بلکہ اس کی یہ بھی انفرادیت ہے کہ باقی تمام اخبار اپنی اشاعت سے اگلے روز ہی ردّی میں شامل ہو جاتے ہیں مگر یہ اخبار ایک روحانی اور تاریخی دستاویز کے طور پر زیادہ قیمتی اور قابل قدر ہو جاتا ہے۔ ہمارے ہاں الفضل اخبار کی بعض جلدیں محفوظ تھیں اور مجھے یوں لگتاہے کہ اردو کی شُدبُد کے ساتھ ہی میں اس اخبار کا قاری بن چکا تھا بلکہ بعض دفعہ تو یہ بھی اشتباہ ہو جاتا ہے کہ میں نے اردو زبان درسی کتب سے سیکھی تھی یا الفضل سے۔

ہم سب جانتے ہیں کہ الفضل ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سرپرستی اور ادارت میں شائع ہونا شروع ہوا تھا۔ اور اس وجہ سے اس اخبار کو شروع سے ہی ایک خاص مقام حاصل ہو گیا تھا۔ آپؓ کے منصبِ خلافت پر فائز ہونے کے بعد اس اخبار کی ادارت حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم۔اےؓ نے سنبھالی اور اس طرح اس اخبار کو یہ قابل رشک مقام حاصل ہوا کہ اس کی نگرانی و ادارت یکے بعد دیگرے حضرت مسیح موعودؑ کی مبشر اولاد کے ہاتھوں میں رہی۔

الفضل کی خدمت کرنے والوں میں حضرت قاضی ظہور الدین اکملؓ اور بعض اور بزرگوں کا نام بھی آتا ہے۔ خاکسار نے جب اخبار الفضل دیکھنا شروع کیا تو اس وقت اس کے مدیر جناب خواجہ غلام نبی تھے۔ احمدی صحافیوں میں حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ، حضرت مفتی محمد صادقؓ، حضرت قاضی اکمل ، حضرت بھائی عبد الرحمان قادیانیؓ، حضرت میر قاسم علیؓ زیادہ معروف تھے۔ ان بزرگوں نے احمدیت کے ابتدائی دور میں خدمت کے مواقع حاصل کئے اور جماعت کی تاریخ اور حضرت مسیح موعودؑ کے علمِ کلام سے لوگوں کو متعارف کروایا اور مخالفوں کے اعتراضوں کے جواب بھی دیئے۔

خواجہ غلام نبی نے اپنی کتاب اور بعض مضامین میں اس امر پر بجا طور پر خوشی کا اظہار کیا ہے کہ میری تربیت حضرت مصلح موعودؓ کی نگرانی میں ہوئی۔حضوربعض ضروری مضامین کے نوٹ لکھواتے تھے،مضمون تیار ہونے پر اس کی اصلاح فرماتے تھے۔ اس جگہ یہ ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کی ابتدائی تقاریر جو بنیادی اسلامی تعلیم اور اہم مسائل پر مشتمل ہیں ان کی حفاظت خواجہ صاحب نے کی۔ ابتدائی زمانہ کی تمام کتب اور تقاریر محترم خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی ہیں۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس زمانہ میں شعبہ زود نویسی الگ سے موجود نہیں تھا اس طرح خواجہ صاحب اخبار کے ایڈیٹر ہونے کے ساتھ ساتھ حضور کی تقاریر کو لکھنے اور ان کو محفوظ کرنے کا کام بڑی محنت اور عقیدت سے کرتے رہے۔خواجہ صاحب نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ جلسہ سالانہ کی تقریر لکھنے میں سٹیج پر جگہ کم ہونے کی وجہ سے دقت پیش آرہی تھی ۔ حضور کی خدمت میں عرض کرنے پر حضور نے فرمایا کہ تم میز پر بیٹھ جاؤ۔ گویاخواجہ صاحب نے ایک تقریر اس طرح تحریر کی کہ وہ میز پر حضور کے پہلو میں بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے۔

اسی زمانہ میں الفضل کی خدمت کرنے والے ایک اور بزرگ جناب رحمت اللہ شاکر تھے۔ آپ خوش وضع ، خوش لباس اور دراز قد بزرگ تھے۔ ان کے مضامین اور نظمیں الفضل میں شائع ہوتی تھیں۔ ان کی ایک بہت عمدہ اور مفید کتاب ”مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے“ بہت مشہور ہوئی تھی۔ آج کل وہ نظر نہیں آ رہی حالانکہ بہت اچھی تربیتی کتاب تھی۔ شاکر صاحب کا نام کشمیر کمیٹی کی خدمت کرنے والوں میں بھی نمایاں تھا۔

خواجہ صاحب کے زمانہ میں اہل پیغام اور احرار کی مخالفت کا بہت زور تھا۔ اسی طرح آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی سرگرمیاں بھی عروج پر تھیں۔ آپ کو ان کے متعلق لکھنے کے مواقع میسر آئے اور انہوں نے قلمی خدمت کا خوب حق ادا کیا۔ الفضل اس زمانہ میں مسلم پریس کی عملاً رہنمائی کر رہا تھا۔

جماعت کی بڑھتی ہوئی ضرورت کے پیش نظر حضرت مصلح موعود نے شعبہ زود نویسی قائم فرمایا۔ اس کے پہلے انچارج مولانا محمد یعقوب طاہر تھے۔ ان کے ساتھ کام کرنے والوں میں مکرم سلطان احمد طاہراور مکرم فیض احمد کے نام بھی آتے ہیں۔ فیض صاحب کوبعد میں درویشی کی سعادت حاصل ہوئی۔ بہت سی نمایاں جماعتی خدمات کی توفیق ملی۔ اخبار بدر کے ایڈیٹر رہے۔ وہ بہت اچھا لکھتے تھے۔ ان کی دو کتابیں خوب مشہور ہوئیں۔احمدیہ بُستانِ اردو ۔وہ پھول جو مرجھا گئے۔یہ دونوں کتابیں فیض صاحب نے خاکسار کو جب خاکسار قادیان کی زیارت اور اپنے والد محترم عبد الرحیم درویش کی ملاقات و عیادت کیلئے وہاں گیا ہوا تھا خود اپنے ہاتھ سے اپنے مخصوص انداز میں یہ کہتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے دی تھیں کہ ایک ان پڑھ کی کتابیں بھی دیکھ لیں۔

شعبہ زود نویسی کے متعلق یہ امر بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ یہ شعبہ بطور خاص حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تقاریر و خطبات کو لکھنے کی غرض سے بنایا گیا تھا۔ تقریر لکھنےوالوں کو مناسب جگہ مہیا کی جاتی تھی۔ وہ اپنے ساتھ سفید کاغذ اور بہت سی پنسلیں لے کر آتے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت روانی سے بولنے کی استعداد عطا فرمائی تھی۔ تقریر کو ساتھ ساتھ لکھتے جانا بہت ہی مشکل کام تھا۔(مولانا صاحب اور ان کے ساتھیوں نے اس کے لئے بعض اصول بھی وضع کئے تھے۔)

پھر اس تقریر کو صاف کر کے لکھنا۔ پھر اصلاح کے بعد دوبارہ لکھنا بہت زیادہ محنت اور توجہ ہی نہیں علمی صلاحیت کا بھی تقاضا کرتا تھا۔ آج کل یہ کام ایک معمولی سے فون سے لیا جاتا ہے جو تقریر کو ریکارڈ کرتا اور انگلی کی ایک حرکت سے دنیا بھر میں پھیل جاتاہے۔

محترم خواجہ غلام نبی کے بعد الفضل کی ادارت کی سعادت جناب شیخ روشن دین تنویرکو حاصل ہوئی۔ آپ تعلیم اور پیشہ کے لحاظ سے وکیل تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک تقریر (غالباً انقلاب حقیقی) سن کر احمدی ہوگئے۔ احمدی ہونے سے قبل آپ ایک قادر الکلام شاعر کی شہرت حاصل کر چکے تھے۔ آپ کے زمانہ ادارت میں احمدیت کے مخالف کم و بیش سو سال مخالفت کی ناکامی کو عملاً تسلیم کرتے ہوئے مذہبی مخالفت کے عام طریق کو چھوڑتے ہوئے مذہب کو اپنے سیاسی مفاد کیلئے استعمال کرنے لگے۔ برصغیر ہندوستان بلکہ پاکستان میں بھی احمدی برابر اپنی تبلیغی و تربیتی سرگرمیوں میں مصروف رہے اور ان کی وجہ سے کبھی بھی کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوا۔ پاکستان کے قیام میں ہر طرح مدد و معاون رہے۔ قائد اعظم ان کی خدمات کے معترف تھے۔ معروف احمدی حضرت چوہدری ظفراللہ خاں کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کیا۔ اس وزیر خارجہ کی کوششوں سے کئی اسلامک ممالک کو آزادی حاصل ہوئی۔ پاکستان کو بین الاقوامی طور پر اچھی شہرت ملی۔ مسئلہ کشمیر اور مسئلہ فلسطین پر اقوام متحدہ میں آپ کی تقاریر آج بھی بنیادی تقاریر سمجھی جاتی ہیں اور تو اور پاکستان کے سیاسی رہنما مسئلہ کشمیر کے حل کیلئے آج بھی ان اقوام متحدہ کی قراردادوں کو یاد کرتے اور ان کے مطابق اس مسئلہ کا حل چاہتے ہیں جوچوہدری صاحب کی کوششوں سے پاس ہوئی تھیں۔

تنویر صاحب کو سیاست کے غلاف میں لپٹی ہوئی اس مذہبی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ ضد اور تعصب کی تباہ کن گہرائیوں کی وجہ سے مہذب دنیا اور آئین پاکستان کی مخالفت میں احمدیوں کو غیرمسلم قرار دے دیا گیا۔ آج تو اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ پاکستان میں بھی کبھی انصاف کا بول بالا ہوگالیکن آئندہ زمانہ میں جب تاریخ مرتب ہوگی تو یقیناًہر منصف مزاج اس دہشت گردی اورضدوتعصب پرلعنت بھیجے گا۔اس وقت تنویر صاحب کی تحریروں کی حقیقت منکشف ہوگی اورپتہ چلے گا کہ سچائی اور حقیقت وہی تھی جس کا تنویر صاحب پرچار کر رہے تھے۔ آپ کے ساتھ مکرم مسعود احمد دہلوی اور مکرم شیخ خورشید احمدبطور اسسٹنٹ ایڈیٹر خدمات بجا لاتے رہے۔ محترم مسعود احمد کو بعد میں ایک لمبا عرصہ بطور ایڈیٹر خدمات بجا لانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ الفضل کے خادموں میں مکرم مولانا نسیم سیفی کا نام بھی شامل ہے۔ سیفی صاحب کو مغربی افریقہ میں بطور مبلغ انچارج لمبا عرصہ کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ نے وہاں سے TRUTHنام کا ایک اخبار جاری کیا۔ آپ کی اس خدمت کا حضرت مصلح موعودؓ نے کئی مواقع پر بہت اچھے رنگ میں ذکر فرمایا۔

یہ آندھی مخالفت کا ایسا زمانہ تھا جسے 32 دانتوں کے درمیان زبان کے محاورہ سے کسی قدر سمجھا جا سکتاہے۔

سیفی صاحب اور ان کے بعض ساتھیوں کو اسیرانِ راہِ مولیٰ رہنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ محترم نسیم سیفی کے بعد جناب عبد السمیع خان کو بھی اس عظیم الشان اخبار کی ادارت کی سعادت حاصل ہوئی۔

پاکستان میں الفضل کو بند کردیا گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اخبار الفضل کو احمدیت کے باغ کو سر سبز رکھنے والی نہر قرار دیا تھا۔ مخالفوں نے احمدیت کے باغ کی سر سبزی کو ختم کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے اور کئی مظالم کے ساتھ ساتھ الفضل کو بھی بند کر دیا مگر۔

شریروں پر پڑے ان کے شرارے

لندن سے الفضل انٹرنیشنل اس کی کو باحسن پورا کرنے کی مساعی میں مصروف ہے اور اب روزنامہ الفضل موجودہ زمانہ کی اشاعت کی مؤثر ایجادات سے فائدہ اٹھا کر پاکستان سمیت ساری دنیا کو لندن سے آن لائن ایڈیشن کے ذریعہ اپنے فوائد سے بہرہ ور کر رہا ہے۔

تحدیثِ نعمت کے طور پر عرض ہے کہ خاکسار کو بھی ربوہ میں محترم نسیم سیفی کے ساتھ اور یہاں الفضل انٹرنیشنل میں بھی کچھ عرصہ خدمت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سب خدام کی خدمت قبول فرمائے۔ آمین

انجینئر محمود مجیب اصغر

صحابی حضرت مسیح موعودؑ

حضرت قاضی سید غلام شاہ آف بھیرہ کے دو نامور فرزند صحابہؓ

حضرت قاضی غلام شاہ بھیرہ کے سادات خاندان میں سے تھے اور احمدیہ جماعت کے ابتدائی خاندانوں میں اس خاندان کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کے دو بیٹے یعنی حضرت قاضی سید امیر حسین اور خان بہادر حضرت قاضی سید غلام حسین بھی صحابہ مسیح موعودؑ میں سے تھے۔ حضرت قاضی سید غلام شاہ نے سو سال عمر پائی اور 1909ء میں فوت ہوئے بھیرہ میں ان کے آبائی خاندان کے قبرستان میں ان کی تدفین ہوئی۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے قادیان میں حضرت قاضی سید غلام شاہ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ ذیل میں آپ کے دونوں بیٹوں (جو صحابہ مسیح موعودؑ تھے) کا ذکر کرنا مقصود ہے۔

1۔حضرت قاضی سید امیر حسین فاضل

آپ صحابہ مسیح موعودؑ میں معروف اور کبار صحابہؓ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کا ذکر کئی مقامات پر خود حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔ آپ 313 صحابہ میں سے تھے (انجام آتھم میں 313 صحابہ کی فہرست میں نمبر 90 پر آپ کا نام ہے) 1892ء کے جلسہ سالانہ قادیان میں جو لوگ شامل ہوئے ان کے نام حضرت مسیح موعودؑ نے آئینہ کمالات اسلام میں درج فرمائے ہیں۔ چنانچہ نمبر 6 پر آپ کا نام لکھا ہوا ہے۔ سید قاضی امیر حسین پروفیسر عربی مدرسہ امرتسر بھیرہ ضلع شاہ پور آپ اوائل میں ہی بھیرہ سے دینی تعلیم کے حصول کے لئے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور چلے گئے تھے اور فارغ التحصیل ہو کر امرتسر میں عربی کے پروفیسر لگ گئے تھے۔ 1891ء میں آپ نے بیعت کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے آپ کا بڑا قریبی تعلق تھا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ کی والدہ کے کفن دفن کا کام بھی آپ نے سرانجام دیا تھا۔

آپ جلد ہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت پر لگ گئے اور مدرسہ احمدیہ قادیان کے قیام پر غالباً آپ ہی ہیڈماسٹر مقرر ہوئے۔ آپ کے شاگردوں میں بڑے چوٹی کے علماء خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین شمس اور خالد احمدیت محترم مولانا ابوالعطاء جالندھری جیسی شخصیات شامل ہیں۔ مولانا ابوالعطاء نے اپنی زندگی کے آخری سالوں میں اپنے بعض ذاتی واقعات ''الفرقان'' رسالہ میں بھی شائع کئے ہیں جن میں حضرت قاضی سید امیر حسین شاہ اور ان کی بھیرہ کی زبان کی بعض اصطلاحوں کا ذکر ہے۔

حضرت خلیفہ اوّلؓ نے حقائق الفرقان جلد دوم میں سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر 2 کی تفسیر میں آپ کا ذکر بھی فرمایا ہے۔

فرمایا: ''ہمارے قاضی صاحب (قاضی امیر حسین مرتب) اس کے معنے کیا کرتے تھے کہ یہ ہجرت کا بیان ہے۔''

بھیرہ کی تاریخ احمدیت مؤلفہ فضل الرحمن بسمل غفاری کے مطابق آپ کی پیدائش 1864ء کی ہے بیعت 1891ء اور وفات 1930ء کی ہے۔ آپ کے بھائی خان صاحب قاضی سید غلام حسین شاہ اپنی سوانح عمری میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ہمارے یہ بھائی دین کے بہت بڑے عالم تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کے خاص رفیق تھے۔ 1930ء میں قریباً 90 سال کی عمر میں قادیان میں ہی فوت ہو کر مقبرہ بہشتی کے قطعہ خاص صحابہ میں مدفون ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں ہوں ان پر اور ان کی آل اولاد پر۔

2۔خان صاحب حضرت قاضی سید غلام حسین شاہ

قاضی سید غلام حسین شاہ صاحب حضرت سید غلام شاہ کے بچوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی پہلے بیعت کرنے والے تھے آپ اپنی سوانح عمری میں لکھتے ہیں۔

ان ایام میں قادیان میں لنگر خانہ سے کھانا کھانے والے درجن بھر آدمی ہوتے تھے۔ حضرت صاحبؑ سے مل کر کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن ظہر کی نماز کے بعد حضرت حکیم فضل الدین نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی اور میری طرف اشارہ کیا کہ شاہ صاحب بیعت کرنا چاہتے ہیں حضورؑ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ ابھی بچے ہیں اور ہم بچوں کی بیعت نہیں لیا کرتے۔ چند روز کے بعد جب حضرت حکیم صاحب نے دوبارہ بیعت کے واسطے عرض کی تو حضورؑ نے منظور فرما لیا اور میرا دایاں ہاتھ اپنے دائیں دست مبارک میں ہتھیلی سے ہتھیلی ملا کر مصافحہ کی طرح پکڑ کر فرمایا ''کہو میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں کہ میں مبتلا تھا (اپنا اسم مبارک احمد فرمایا غلام احمد نہیں فرمایا)''

''اس دن میں اکیلا ہی بیعت کرنے والا تھا اور یہ 1897ء کا آغاز تھا۔ ازاں بعد ایک دوست نے میرا نام پتہ رجسٹر کرلیا اور مجھے دس شرائط بیعت جو کہ مطبوعہ تھیں دے دی گئیں۔''

آپ کی سوانح عمری بڑی ایمان افروز ہے آپ کو اپنی ویٹرنری ڈاکٹری کی تعلیم کے دوران بڑی مخالفت اور غیر معمولی تعصب کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کے ساتھ بڑے صبر اور استقلال سے تعلیم کو مکمل کیا اور اگرچہ تعصب کی وجہ سے آپ کے پروفیسر Internal Exam میں ہمیشہ صفر نمبر ہی دیتے رہے لیکن خدا کی قدرت جب External Exam ہوا تو انتہائی مخالفت اور تعصب کے باوجود آپ اللہ کے فضل سے معجزانہ طور پر اول آگئے اور آپ کو کئی میڈل اور نقد انعام ملے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔ قادیان جا کر ان انعامات کو میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں پیش کیا اور کچھ نقدی بھی نذر کی۔ انعامات کی کامیابی کو دیکھ کر حضورؑ بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔

(سوانح عمری ص55)

آپ کثیر الاولاد تھے اور معلوم ہوتا ہے آپ کی نسل زیادہ تر امریکہ میں آباد ہے۔ ایک بیٹا ڈاکٹر سید رفیق احمد شاہ بخاری لاہور میں تھے۔

حضرت قاضی سید غلام حسین سروس کے دوران افریقہ اور پاک و ہند میں کئی جگہوں پر متعین رہے اور آپ کو سرکاری نوکری کے ساتھ ساتھ مقدور بھر خدمت دین کی بھی توفیق ملتی رہی۔ جب ہمارے والد صاحب 1951ء میں بھلوال میں گورنمنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ ہائی سکول میں انگلش ٹیچر تھے تو اس وقت حضرت خان صاحب ہی بھلوال جماعت کے صدر تھے اور ان کا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ساتھ اس زمانے کا ایک دلچسپ واقعہ بھی ہے۔ والد صاحب لکھتے ہیں:

تقریر سن کر میں نے سید غلام حسین شاہ کو رپورٹ سنائی۔ ان کے پاس اتفاق سے تحفہ قیصریہ میز پر رکھی تھی۔ کتاب اٹھا کر فرمانے لگے میں ابھی عطاء اللہ شاہ بخاری سے مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ الفاظ اس کتاب میں سے دکھا دے۔ میں بھی ہمراہ گیا۔ عطاء اللہ صاحب اپنی قیام گاہ سے چل کر واپسی کے لئے اڈہ پر چلے گئے تھے۔ ہم بھی وہاں پہنچے وہ بس میں سوار تھے۔ شاہ صاحب نے عطاء اللہ صاحب سے کہا کہ ''دیکھو میں بخاری سید ہوں اور احمدی ہوں آپ احمدیت انگریز کا خود کاشتہ پودا'' اس کتاب سے دکھا دیں تو ہم احمدیت کو چھوڑ دیں گے۔ عطاء اللہ شاہ اُٹھ کر ان سے لپٹ گئے اور کہا تم میرے بخاری سید بھائی ہو۔ وہ باتیں سٹیج کی تھیں۔

آپ نے 75 سال عمر پائی اور 15 اکتوبر 1955ء میں فوت ہو کر بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ صحابہ مسیح موعودؑ میں دفن ہوئے۔

(قطعہ نمبر7 لائن 19 قبر 4)

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات اپنے قرب میں بڑھاتا رہے۔

(بقیہ از صفحہ 8۔بلڈ پریشر کے اثرات، احتیاط اور علاج)

ایک طریقہ سے علاج نہیں ہوتا تو کوئی دوسرا طریقہ استعمال کریں۔ اس مرض کو ہر گز نظرانداز نہ کریں اور اس کو سنجیدہ معاملہ سمجھیں جو دائم المرض پر منتج ہو سکتا ہے۔

بلڈ پریشر مانیٹر

بلڈ پریشر چیک کرنے کیلئے مشینیں کسی بھی ڈرگ اسٹور سے خرید سکتے ہیں۔گھر میں مشین رکھنا زیادہ مناسب ہے تا کہ انسان کسی بھی وقت پریشر چیک کر سکے۔

بلڈ پریشر کیسے کم کیا جائے؟

پانی سے بہتر کوئی نعمت نہیں۔ دن میں کم از کم 8 گلاس پانی ضرور پیئیں اس سے بلڈ پریشر کم کرنے میں مدد ملے گی۔اس کے علاوہ پانی پینے کے اور بھی فوائد ہیں جیسے شوگر کنٹرول، وزن وغیرہ۔ کھانوں میں نمک بالکل ختم کردیں۔ راقم الحروف گزشتہ 20 سال سے نمک کے بغیر کھانے کھا رہا ہے۔ اب تو یہ سیکنڈ نیچر بن گئی ہے اس لئے جب کسی کے یہاں مدعو ہوتاہوں اور کھانے میں نمک زیادہ ہو تو بہت بُرا لگتا ہے۔

اپنے کھانوں میں بیف یا ریڈ میٹ کا استعمال بھی ختم یا کم سے کم کریں۔ سرخ رنگ کا گوشت نارتھ امریکہ میں رہائش پذیردیسی لوگوں کیلئے ہرگز فائدہ مند نہیں۔بعض لوگوں نے دیکھا کہ ڈارک چاکلیٹ کھانے سے ان کا بلڈ پریشر کم ہو گیا۔

اپنا وزن مناسب رکھیں، زیادہ وزن سے بھی بلڈ پریشر ہو سکتا ہے۔ اگر وزن زیادہ ہے تو کم کریں۔ سٹریس بھی وجہ ہو سکتی ہے اس کے لئے دیکھیں کون سی چیز آپ کو سٹریس دی رہی ہے۔

روزانہ سیر کیلئے جائیں اور آدھ گھنٹہ سے 45 منٹ تک ضرور واک کریں۔ سردیوں کے موسم میں انسان سرد موسم اور برفباری کے پیش نظر کسی پلازہ یا بڑی مال میں جا کر واک کر سکتا ہے۔ نارتھ امریکہ کے حالات کے پیش نظر کسی بھی وقت واک کیلئے چلے جائیں۔واک کے دوران اگر آپ کے ساتھ آپ کی اہلیہ یا کوئی دوست ہو تو یہ ممد ثابت ہو سکتا ہے۔ پیدل چلنا نہ صرف پورے جسم کیلئے اچھا بلکہ یادداشت کیلئے بھی بہت اچھا ہے۔

ہائی بلڈ پریشر کی وجوہات

ہائی بلڈ پریشر کی بڑی وجہ تو موروثی ہے۔ اکثر ڈاکٹر سوال کرتے ہیں کیا آپ کے خاندان میں کسی کو فشار خون کا عارضہ تھا یا خاندان میں کسی کو فالج کا حملہ ہوا تھا؟ مثبت جواب کی صورت میں اس کا اثر آپ پر بھی ہر طور پر ہوسکتا ہے۔ زیادہ جسمانی وزن کی صورت میں بھی ہائی بلڈ پریشر ہو سکتا ہے۔ اس لئے اپنا وزن کم کریں۔ وزن کم کرنے کے لئے فطری کھانے پھل اور طریقے استعمال کریں۔ دوائیاں کھا کر وزن کم کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وزن واپس چڑھ آتا ہے۔

ہاہپو ٹینشن

اس عارضہ کو لو بلڈ پریشر Low blood pressure بھی کہا جاتا ہے۔ بلڈ پریشر کنٹرول کرنے کے لئے جو دوائیں دی جاتیں یا اینٹی ڈپریسنٹ دی جاتی ہیں ، وہ نالیوں کے نظام میں گڑبڑ پیدا کردیتی ہیں۔ اگر جسم میں پانی کی کمی ہو جائے خواہ یہ ورزش کے بعد زیادہ پسینہ سے، یا چائے کافی زیادہ پینے سے، یا اسہال سے، یا ضرورت سے کم پانی پینے سے، یا پیشاب آور دوائیوں diuretics کے استعمال سے کم ہوجائے تو انسان کو لو بلڈپریشر ہوجاتا ہے۔ اس کا آسان علاج یہ ہے کہ کھانے میں نمک کا استعمال بڑھا دیا جائے اور ڈاکٹر سے مشورہ کیا جائے کہ آیا اپنی دوائیاں کم کرسکتے ہیں یا ممکن ہے ڈاکٹر دوائی تبدیل کر دے۔

جسم میں جب پانی کم ہو جاتاہے تو اس کمی کو دور کرنے کیلئے دل اپنی دھڑکن بڑھا دیتا ہے۔ لیکن بعض مریضوں کو دل کے ایسے مسائل لاحق ہوتے ہیں کہ دل اپنی دھڑکن بڑھانے پر قادر نہیں ہوتا اس مسئلہ کو پیس میکر Pacemaker سے حل کیا جاتا ہے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

مبارک احمد طاہر

ایک واقف ٹیچر کی افریقہ میں خدمات کا تذکرہ

گزشتہ 42سال سے مجلس نصرت جہاں کے تحت واقف اساتذہ اور ڈاکٹر صاحبان مشرقی ، مغربی اور وسطی افریقہ میں اپنے اپنے میدان میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ ہسپتالوں میں مریضان کے علاج معالجہ اور سکولوں میں درس و تدریس کے علاوہ ہمارے یہ مخلص ڈاکٹر صاحبان اور اساتذہ کرام دیگر جماعتی امور میں بھی مد و معاون ثابت ہوتے ہیں اور یوں اپنے وقت کا صحیح مصرف کر کے دیگر ساتھیوں کیلئے نمونہ بنتے ہیں۔ ایسے ہی ایک واقف ٹیچر مکرم محمد منور خان صاحب (شاہد) ایم بی اے ہیں ۔ جو نصرت ہائی سکول بانجل گیمبیا میں خدمت سر انجام دے رہے ہیں۔ سکول میں پڑھانے کے ساتھ انہوں نے اپنے دیگر کاموں کی جو خوشکن رپورٹ بھجوائی ہے وہ میدان عمل میں موجود ہمارے دوسرے واقفین کیلئے مثالی او ر لائق تقلید ہے۔

مکرم منور صاحب کی رپورٹ کا خلاصہ درخواست دعا کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش ہے:۔

منور صاحب لکھتے ہیں کہ جب سے ہم یہاں آئے ہیں خاکسار کو نیشنل وقفِ نو سیکرٹری کی مدد کا فریضہ سونپا گیاہے۔ہر اتوار یہاں وقف نو بچوں کی کلاس لے رہا ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم امیر صاحب اس بات سے خوش ہیں۔ گزشتہ دنوں ہم نے یہاں پہلا وقف نو اجتماع منعقد کروایا جو بہت کامیاب رہا۔

MTAکیلئے جماعتی خبریں بھجوانے کی ڈیوٹی مکرم امیر صاحب نے مجھے سونپ رکھی ہے۔ اور اس طرح محض خدا تعالیٰ کے فضل سے گیمبیا جماعت کی خبریں اس عاجز کے SS ذریعے بھجوائی جاتی رہیں اور نشر ہوتی رہیں۔

سکول میں خاکسار اپنے فرائض سکول ٹیچر کے طور پر سر انجام دیتا ہے۔ہر کلاس 70طالبعلموں پر مشتمل ہے۔ اُن میں سے زیادہ تر درس و تدریس سے خوش اور مطمئن ہیں اور اظہار تشکر کرتے ہیں۔حسب ضرورت خاکسار ان کے آنحضرتؐ، جہاد، خدا کے وجود، خلافت، معراج النبیؐ، امام مہدیؑ کے ظہوراور حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے متعلق (concepts) نظریات کو درست کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ خاکسار انہیں جماعت کا لٹریچر بھی دیتا ہے اور انہیں کچھ ویڈیو بھی دکھاتا ہے۔ ہمارے عقائد سمجھ جانے کے بعد کچھ طالب علموں نے اپنے (concepts) عقائد تبدیل بھی کر لئے ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے متعلق ۔ لیکن ہر کام بڑے خوشگوار طریقے سے اور کسی بھی مشکل کے بغیر پایہ تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔

کچھ عرصہ قبل میرے ایک ساتھی استادنے جو کہ میرے ساتھ رابطے میں تھے بیعت کر لی ہے۔ الحمدللہ خاکسار نے انہیں کتاب ’’احمدیت کا پیغام‘‘ پڑھنے کو دی اور انہوں نے پڑھنے کے بعد اس پر تبصرہ کیا کہ پہلے کبھی اس طرح کی کتاب نہیں پڑھی۔

سکول میں زائد کام کے طور پر مجھے عملہ صفائی کاانچارج بنا دیا گیا۔ اس طرح خاکسار یہ کام بھی کر رہاہے۔ میں ان کے مسائل حل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جس کے نتیجہ میں مجھے عمدہ کام کیا ہوا ملتا ہے۔ سب سے نظر انداز کیا ہوا سکول کا علاقہ (بیوت الخلاء) Toilet s تھا۔ خاکسار نے بڑی کامیابی کے ساتھ صفائی کے متعلق ماحول مہیا کر دیا ہے۔ ہدایات کے signsلگا دئے ہیں کہ کس طرح Toilet استعمال کرنا ہے۔کوئی شخص یہ خیال نہیں کر سکتا تھاکہ صابن Toiletمیں موجود رہیں گے۔لیکن ایک مسلسل اور کامیاب متہم اور طالبعلموں اور صفائی کے عملے کے تعاون سے ایسا ممکن ہو سکا۔

ایک اور ڈیوٹی جوخاکسار نے انجام دی ہے وہ تمام سکول کے 16کلبوں کوsuperviseکرنا ہے۔ مسلسل کوششوں کے ساتھ وہ کلب جو غیر متحرک تھے انہیں نئی زندگی مل گئی۔اور مسلسل رابطے اور ماہانہ میٹنگ کے ذریعے ان کی سر گرمیوں کی نگرانی کی گئی۔ کچھ مہینے قبل میں نے پہلا ٹریننگ سیمینار منعقد کروایا۔ جس کی وائس پرنسپل نے بہت تعریف کی جو چیف گیسٹ تھے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں بتایا کہ انہوں نے ایسی activity پہلے کبھی نہیں دیکھی جب سے وہ نصرت سکول میں آئے ہیں۔

نیشنل سیکرٹری اشاعت کے طور پر خاکسار نے دسمبر2011ء میں یہاں قرآن پاک کی نمائش منعقد کروائی۔ جو بہت کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ ملک کی نائب صدر صاحبہ نے نمائش کا دورہ کیا اور خاکسار نے انہیں ان کی مقامی زبان میں ترجمہ شدہ قرآن مجید کا تحفہ جماعتی لٹریچر بھی پیش کیا۔ اس دوران میرا انٹرویو ریڈیواور نیشنل ٹی وی پر نشر کیا گیا۔

دسمبر2009ء سے خاکسار کو جماعت کا ماہانہ میگزین ’’العصر‘‘ کے ایڈیٹر کے طور پر شائع کرنے کا فرض سونپا گیا۔ اگرچہ ایڈیٹوریل بورڈ میں بہت سے نام شامل ہیں لیکن% 90کام خاکسار نے خود سر انجام دیئے اور محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ابھی بھی کرتا ہے۔ خاکسار اس میگزین کے ماہانہ ایڈیشن کی کاپیاں دوستوں کو تحائف کے طور پر تقسیم کرتا ہے۔ ہر سال خاکسار جماعت کا کیلنڈر ڈیزائن کرتا اور شائع کرواتا ہے۔

خاکسار نے ذاتی طور پر جماعتی کیلنڈر مختلف ہوٹلوں پبلک جگہوں اور سیاحتی مقامات پر تقسیم کئے۔یہاں پر ایک مشہور اور نیک نامی والا بُک سٹور جس کا نام ٹمبکٹو ہے۔ میں نے جماعت کا لٹریچر وہاں بھیجنے کا انتظام کیاا ور دس ہزار ڈلاسی کا لٹریچر میرے ذاتی روابط کی وجہ سے فروخت ہو چکا ہے۔

جیساکہ معمول ہے اس سال بھی خاکسار نے جلسہ سالانہ گیمبیا کے موقع پر بینرز flex material میں متعارف کروایا۔لوگ اس سے بہت متاثر ہوئے۔

خاکسار اب جماعت کی نیشنل لائبریری کے قیام کے projectپر کام کر رہا ہے۔ خاکسار نے ذاتی طور پر اپنی ضروریات کے مطابق کتابوں کی شیلف ڈیزائن کیں۔

بیت السلام جو کہ ہمارے گھر کے سامنے ہے اس کی 2 سال پہلے مرمت کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے خاندان کو توفیق بخشی کہ اسے wall to wall کارپٹ سے آراستہ کیا جائے جو کہ بہت شاندار دکھائی دیتا ہے۔ خدا ہماری اس خدمت کو قبول فرمائے(آمین)

پچھلے سال ہم نے اپنے 2 بچوں کی اپنے گھر پرآمین اور عقیقہ کی تقریب بھی منعقد کی۔اس تقریب میں امیر صاحب اور مرکزی سٹاف اور مقامی سٹاف اور تمام ہسپتال کے سٹاف نے شرکت کی۔ یہ واحد تقریب تھی جو اس معاشرے میں منعقد ہوئی جس میں دوست اور غیر مسلم احباب بھی شامل ہوئے۔ اس تقریب کیلئے تمام کھانا میری بیوی محترمہ ڈاکٹر عائشہ خان نے تیار کیاجو خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ ہسپتال بانجل میں بطور واقف ڈاکٹر خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔

قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام واقفین کو بدل و جان، پورے اخلاص اور محبت کے ساتھ خدمت کی توفیق عطا فرماتا رہے اور ہر جگہ ہر آن ان کا حافظ و ناصر اور معین و مدد گار ہو۔ آمین

زکریا ورک۔ کینیڈا

بلڈ پریشر کے اثرات، احتیاط اور علاج!

کینیڈامیں مقیم ہندوپاکستان سے آئے ہوئے مرد و خواتین کو اپنے بلڈ پریشر کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔ بلڈ پریشر کے زیادہ ہونے کی عموماً وجہ ہمارے مرغن کھانے اور کھانوں میں نمک کا زیادہ استعمال ہے۔ ہائی بلڈ پریشر کو ڈاکٹرز خاموشی سے ہلاک کرنے والا silent killer کہتے ہیں۔ اس لئے ہمیں اپنے بلڈ پریشر کا خواہ ہم کسی عمر کے بھی ہوں خاص خیال رکھنا چاہئے۔ اب تو ہر ڈرگ سٹور میں بلڈ پریشر چیک کرنے کیلئے مشینیں نصب ہیں۔ گروسری سٹورز کے ساتھ عموماًاب ڈرگ سٹورز ہیں اس لئے جب بھی گروسری شاپنگ کیلئے جائیں تو ڈرگ سٹور میں لگی بلڈ پریشر مشین سے اپنا بلڈ پریشر ضرور چیک کریں۔

پریشر چیک کرنے پربلڈ پر یشر مشین کے اوپر 3 قسم کے نمبرظاہر ہوتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سب سے اوپر والے پہلے نمبر کو سسٹالک نمبر Systolic number کہا جاتا ہے۔ ہمارے جسم کی شریانوں میں خون کا یہ دباؤ اس وقت ہوتاہے جب دل کے پٹھے سکڑتے ہیں اور خون دل سے نکل کر پورے جسم میں پہنچ جاتا ہے۔ اس کیلئے نارمل نمبر120یا اس کے ارد گرد ہونا چاہئے۔ اگر یہ نمبر120-140 mmghکے درمیان ہے تو اس چیز کو پری ہائپر ٹینشن کہا جاتا ہے یعنی بلڈ پریشر کی اولین صورت۔ اگر یہ نمبر 140سے اوپر ہو تو اس چیزکو ہائپر ٹینشن کہا جاتا ہے۔ اگرآپ کا نمبر 140سے اوپر ہے تو فوراً اپنے ڈاکٹر سے رجوع کریں یا پھر ہسپتال کے ایمرجنسی روم میں فوراَ جائیں تاکہ آپ کو بلڈ پریشر کم کرنے کیلئے مناسب دوا دی جا سکے۔

ڈایا سٹالک پریشر نیچے والا نمبر ہے۔ شریانوں میں ایسا دباؤ اس وقت دیکھا جاتا ہے جب دل آرام کی حالت میں ہوتا اور اس میں خون پورے جسم میں سے گردش کرتا ہوا واپس آکر جمع ہو جاتا ہے۔ یہ نمبر90سے کم ہو نا چاہئے۔ مگر 60سے کم نہیں ہونا چاہئے۔

مشین کے اوپر تیسرا نمبر ہماری نبض کا ہوتا ہے جو عام طور پر 70کے ارد گرد ہو نا چاہئے۔

ہائی بلڈپریشر کے نقصانات

اگر بلڈ پریشر زیادہ عرصہ تک ہائی رہے تو اس صورت میں آپ کے گردے فیل ہو سکتے ہیں۔ اکثر یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ فالج کا حملہ ہو جا تا ہے۔ میرے ایک عزیز امریکہ میں ہیں انہوں نے بلڈ پریشر کا علاج خود ہی جڑی بوٹیوں، وزن گرانے سے شروع کر دیا مگر افسوس کہ اس کا انجام گردوں کے فیل ہونے میں نمودار ہوا۔ اب وہ کئی سالوں سے ڈائیلسز کروارہے ہیں۔ ایک اور جاننے والے ہیں ان کو پتہ ہی نہ تھا کہ ان کو ہائی بلڈ پریشر ہے اس لئے ایک روز فالج سے آنکھ کھلی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اپنا علاج خود مت کریں، ڈاکٹر کے پاس جائیں خواہ وہ ہومیوپیتھک ڈاکٹر ہو،یا نیچر وپیتھک ڈاکٹریا اس کا علاج ایکو پنکچر سے ہو سکتا ہو۔ جو بھی علاج کریں اپنا بلڈ پریشر ضرور چیک کرتے رہیں۔ اگر

(باقی صفحہ نمبر7پر)